Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Objections Related to Islam in Padri Sultan Muhammad Paul's Autobiography "Mein Maseehi Kyun Ho Gaya": A Critical Review

پادری سلطان محمد پال کی آپ بیتی ”میں مسیحی کیوں ہو گیا؟“ میں اسلام سے متعلق اشکالات: ایک تنقیدی جائزہ

Dr. Muhammad Naveed
Ph.D. Graduate, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat, Pakistan

Published:
September 30, 2023

Ayaz Akhter
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University, Islamabad, Pakistan
ayaz502000@gmail.com

Dr. Nadeem Abbas
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat, Pakistan
abbas.nadeem@uog.edu.pk

Abstract

Human nature often exhibits a proclivity towards greed, prompting individuals to pursue their self-interest and sometimes fostering ingratitude towards the blessings bestowed upon them by Allah Ta'ala. Padri Sultan Muhammad Paul, a writer among Muslim scholars in the Indian subcontinent, was a figure marked by avarice and a somewhat feeble intellect.

OPEN ACCESS
CC BY

The subcontinent historically experienced religious harmony among diverse faiths and their adherents. However, an unfortunate era marked by the erosion of religious tolerance commenced with the arrival of the British colonial rulers. The British administration strategically fanned the flames of Muslim-Christian religious discord to consolidate their political control in India. They facilitated the production, dissemination, and promotion of contentious religious literature aimed at disparaging Islam and its followers, often with the assistance of Christian clergy. An integral component of this religious literature consists of autobiographies of individuals who converted to Christianity. These narratives provide invaluable insights into religious beliefs, rituals, ethical values, economic structures, social dynamics, politics, and various facets of life. This reservoir of religious literature offers an opportunity for impartial and unbiased religious studies and analysis, serving as a valuable resource for evaluating the strengths and weaknesses of different faiths. Padri Sultan Muhammad Paul's autobiography, titled "Mein Maseehi Kyun Ho Gaya," holds particular significance within this context. Paul, under the influence of Christian priests, underwent a conversion experience and diligently endeavored to spread his newfound beliefs and attain recognition. In this autobiography, the author employs a

CC BY

skillful narrative approach to elucidate the reasons and motivations behind his conversion from Islam to Christianity, albeit with a clear intent to misguide Muslims. This research article is presented with the objective of conducting an impartial examination of the content contained in this book, to facilitate a comprehensive understanding of the subject matter.

Keywords: Autobiography, Padri Sultan Muhammad paul, Muslim-Christian religious conflict, Religious Tolerance

1۔ موضوعِ تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پسِ منظر:

عمومی طور پر انسان حریص ثابت ہوا ہے، اس کو جہاں کہیں اپنا مفاد دکھائی دیتا ہے، یہ اسی کی طرف کو دوڑ پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ناشکری بجالاتا ہے، پھر یہ سوچنا اس کے لیے دشوار ہو جاتا ہے کہ اس کا خالق و مالک، رفقاء، عزیز و اقارب اس کی بابت کیا کہیں گے، بلکہ وہ اسی دنیاوی لالچ و حرص میں گرفتار ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ دوسروں کو بھی صراط مستقیم سے ہٹانے کی جدوجہد کرتا ہے۔یوں منجملہ دیگر برائیوں کے مذہبی اشتعال اور توہین و تشدد کے عناصر کے قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ برصغیر میں مذہبی اشتعال اور توہین و تشدد کے عناصر اس وقت سامنے آئے جب یورپی اقوام نے تجارت کے بہانے برصغیر کارخ کیا خصوصاً انگریز کی آمد سے یہاں سیاسی و سماجی اور مذہبی شعبہ جات میں ایک شرم ناک دورِ زوال کا آغاز ہوا۔ انگریز نے اپنے سیاسی اقتدار کے استحکام کے لیے مسلم۔ مسیحی کشمکش کو جاری کیا۔ انہوں نے مسیحی پادریوں کی مدد سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز مذہبی لٹریچر تیار کرایا، حتیٰ کہ مسلم علماء میں سے حریص اور کمزور ایمان والے صاحبِ قلم افراد ان کا نشانہ بنے۔ اسلام چھوڑ کر مسیحیت قبول کرنے والوں کی آپ بیتیاں اس متنازع مذہبی ادب کا ایک اہم حصہ ہیں۔ منجملہ ان لوگوں کے جو دنیوی مال وزر کی لالچ میں مرتد ہو گئے بعض یہ ہیں: پادری صفدر، عماد الدین، پادری احمد شاہ، حافظ قائم الدین، پادری سلطان محمد پال وغیرہ۔[1]

CC BY

اخیر الذکر پادری سلطان محمد پال نے بھی گمراہیت کو پھیلانے اور دنیا میں شہرت اپنانے کی از حد کوشش کی ہے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی اس کی آپ بیتی بنام "میں مسیحی کیوں ہو گیا" ہے، بقول مصنف (پادری سلطان محمد پال) وہ 1881ء میں پیدا ہوا۔ افغانستان سے تعلق رکھتا تھا۔ سیاسی مشکلات زیادہ ہونے کے باعث تمام خاندان حسن ابدال، ہندوستان آ گیا۔ کچھ عرصہ بعد مصنف دہلی کے ایک مدرسہ چلا گیا اور منطق، علمِ تفسیر وحدیث جیسے مضامین پر عبور حاصل کیا۔ اُن ہی ایام میں ایک روز ایک مسیحی سے تثلیث (تین خدا) کے موضوع بحث ومباحثہ کیا، پھر آئے روز کسی نا کسی موضوع پر بحث ہوتی رہتی، بس اسی سے ہی ردِّ مسیحیت پر کتب بینی کا شوق پیدا ہوا۔[2] اس آپ بیتی میں مصنف نے بڑی کمالِ ہوشیاری اور ناول کی ترتیب اپنائی ہے، اور خروجِ اسلام اور دخولِ مسیحیت کی بابت اسباب ومحرکات بیان کیے ہیں، جبکہ درحقیقت مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سرعام کوشش کی ہے، اور تبصرہ نگار کی رائے یہ ہے کہ اس آپ بیتی کو عام مسلمانوں سے دور رکھا جائے، کیونکہ اس میں بڑا زہریلا مواد موجود ہے، عامی مسلمان جو اسلامی تعلیمات کے متعلق محدود معلومات کا حامل ہے، وہ اس کو پڑھ کر گمراہی کا شکار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پادری سلطان محمد پال فارمن کرسچین کالج، لاہور کے عربی پروفیسر تھے، اور ان سے مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ایک مناظرہ 3/ستمبر 1928ء بمقام حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ہوا تھا۔[3] اس مناظرہ کا کوئی فیصلہ کُن اختتام نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اس مناظرہ میں فاتح مولانا کو قرار دیتے ہیں، جبکہ عیسائی حضرات پادری سلطان محمد پال کو۔ تاہم پادری سلطان کی آپ بیتی مختلف ویب سائٹز پر گاہے بگاہے اپلوڈ ہوتی رہتی ہے، اور اُردو سے وابستگان کے لیے اس کی نشرواشاعت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے، نیز دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مسلمان اس آپ بیتی کا جواب نہیں دے سکتے۔[4] گو مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس کا جواب لکھا تھا، تاہم بسیار تلاش کے وہ مواد دستیاب نہیں ہو سکا، یہی وجہ ہے کہ ایک عامی مسلمان اس آپ بیتی کا جواب تلاش کرنے سے قاصر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس آپ بیتی کا مختلف جہات سے جائزہ لیا جائے۔ اسی

OPEN ACCESS

مقصد کے پیش نظر موضوعِ تحقیق کے طور پر " پادری سلطان محمد پال کی آپ بیتی"میں مسیحی کیوں ہو گیا" میں اسلام سے متعلق اشکالات: نقد و تبصرہ" کا انتخاب کیا گیا ہے۔

2۔پادری سلطان محمد پال کے اسلام سے متعلق اشکالات کا تنقیدی جائزہ:

الف۔بائبل محرف نہیں ہے؟: بقول مصنف ایک دن ایک انگریز پادری نے مصنف کو کہا کہ مسیحی بائبل مُقدّس کو خدا کا کلام بالکل ویسے ہی مانتے ہیں جیسے مسلمان قرآن کو مانتے ہیں۔ پس اگر کوئی مسلمان قرآن کے متن کو تبدیل نہیں کر سکتا، تو کیسے ممکن ہے کہ ایک مسیحی خدا کی کتاب بائبل مُقدّس کے متن کو تبدیل کر سکتا ہے؟ پس مسلمانوں کا یہ دعویٰ کہ پاک کلام محرّف ہے سراسر غلط اور باطل ہے۔[5]

نقد و تبصرہ: مذکور بالا دعویٰ کہ بائبل محرّف نہیں ہے، درست نہیں ہے، کیونکہ بائبل تورات، زبور، انجیل اور دیگر صحائف پر مشتمل کتاب ہے۔ پادری صاحب چونکہ مسیحی تھے، اس لیے ہم بائبل میں سے محض انجیل کی تحریف پر کلام کرتے ہیں۔ بقول مصنف مسیحی انجیل کو ایسے ہی خدا کا کلام مانتے ہیں جیسے مسلمان قرآن مجید کو۔ قابلِ غور اور دلچسپ امر یہ ہے کہ اگر انجیل میں تحریف نہیں ہے تو اناجیل چار نہیں ہونی چاہئیں، جبکہ اناجیل تو مذہب عیسائیت کے ہاں چار ہیں، مسلمانوں کے ہاں تو صرف ایک قرآن کریم ہے، اور اس میں کسی کو اختلاف بھی نہیں ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری کتاب سچی ہے، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں، اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے،[6] تاہم دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ بقیہ الہامی کتب کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا، جس کی وجہ سے وہ تحریف کا شکار ہو گئیں۔ چار اناجیل سے واضح ہوتا ہے کہ یہ وہ انجیل مقدس نہیں ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی، بلکہ یہ سوانح عمری ہے، نمونہ کے طور پر یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

OPEN ACCESS
CC BY

"یسوع نے پھر بڑے شور سے چلا کر جان دی، اور دیکھو ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ گیا اور زمین کانپتی اور پتھر تڑک گئے اور قبریں کھل گئیں اور بہت لاشیں پاک لوگوں کی جو آرام میں تھے اٹھیں اور اٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر اور مقدس شہروں میں جا کر بہتوں کو نظر آئیں۔"[7]

یہ اور اس طرح کے واقعات جو بعد مسیح وقوع پذیر ہوئے ہیں، ہمارے دعویٰ پر شاہد عدل ہیں کہ یہ اناجیل وہ انجیل نہیں، جس کی تصدیق قرآن مجید نے فرمائی ہے۔[8] بلکہ اہل کتاب تورات اور انجیل میں تحریف کر کے ان کو اپنے منشا و مقصد کے مطابق ڈھال لیا کرتے تھے، اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان میں سے یقیناً کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب (پڑھنے) کے ساتھ اپنی زبانیں مروڑتے ہیں، تاکہ تم اسے کتاب میں سے سمجھو، حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں اور وہ اللہ پر جھوٹ کہتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں۔[9] اگر مسیحی یا دوسرے کفار یہ اعتراض کریں کہ قرآن کو تو ہم الہامی کتاب مانتے ہی نہیں ہیں، لہٰذا یہ دلیل کے طور پر ہم کیسے مان لیں؟، تو پھر اللہ تعالیٰ کے اس چیلنج کو قبول کرو، اور لاؤ اس کا جواب، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ[10]

اگر تم شک میں ہو اس چیز کی جانب سے جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے۔ تو لاؤ، اس کے مانند کوئی سورت اور اللہ کے سوا بلا لو اپنے حمائتیوں کو بھی، اگر تم سچے ہو۔

مذکورہ بالا آیت کے تحت ڈاکٹر اسلم صدیقی رقمطراز ہیں کہ تم کہتے ہو محمد (ﷺ) خود اس کتاب کے مصنف ہیں۔ اگر واقعی یہ بات صحیح ہے تو پھر اس کا فیصلہ کوئی مشکل بات نہیں۔ اس لیے کہ تم جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) تمہاری طرح قریش کے ایک فرد ہیں۔ تمہاری ہی طرح آپ مکہ میں پروان چڑھے ہیں۔ تمہارے ہی ساتھ کھیل کود کر جوان ہوئے ہیں۔ جن لوگوں سے ملنے کا تمھیں اتفاق ہوا ہے انھیں سے وہ ملے ہیں۔ انھوں نے بیرون

OPEN ACCESS

ملک چند دنوں کے چند سفر کیے ہیں جبکہ تم بہت زیادہ سفر کر چکے ہو اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ مکہ اور گرد و پیش میں کوئی تعلیمی ادارہ نہیں جس سے انہوں نے علم حاصل کیا، وہ اُمّی ہیں۔ اس کے باوجود تمہارے دعویٰ کے مطابق اگر وہ ایسی آیات تیار کرلیتے ہیں جسے وہ اللہ کا کلام کہ کر پیش کرتے ہیں اور اسی کو کتاب اللہ کہتے ہیں تو تمہارے لیے کیا مشکل ہے کہ تم بھی ویسی ہی کتاب یا ویسی ہی آیات بنا کر لے آؤ اور اگر تم انفرادی طور پر ایسا نہیں کر سکتے ہو تو تم سب اہل مکہ اور باہر کے لوگوں کو بھی ساتھ ملا کر کوشش کر کے دیکھو، اگر تمہاری طرح کا ایک شخص بقول تمہارے کچھ لوگوں کو ساتھ ملا کر ایک کتاب تیار کرلیتا ہے۔ حالانکہ تم کسی کا نام بھی نہیں لیتے ہو، تو تمہارے ساتھ مدد کرنے کے لیے تو بے شمار لوگ موجود ہیں، تم میں بڑے سے بڑا خطیب موجود ہے، ایسے ایسے شاعر موجود ہیں، جن کی دھاک پورے عرب میں بیٹھی ہوئی ہے۔ تم سب کو اپنے ساتھ بٹھاؤ اور انہیں مجبور کرو کہ وہ اس کتاب کا جواب تیار کریں اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ کوئی جن قرآن کریم کی تیاری میں آپ کی مدد کر رہا ہے، تو تمہارے تو جنات سے دیرینہ رشتے ہیں، تم کاہنوں سے تعلق کا ہمیشہ دعویٰ کرتے ہو، تم ہمیشہ ان کے نام کی جے پکارتے ہو اور ہر مشکل میں ان سے مدد طلب کرتے ہو، تم انھیں بھی اپنی مدد کے لیے بلالو۔ اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ واقعی جنات انسانوں کی مدد کرتے ہیں تو ایسا موقع جس میں تمہارے دین کی سچائی کا سوال ہے، یقیناً جن تمہاری مدد کریں گے۔ اپنے سارے شعراء، خطباء، فصحاء اور جنات کی مدد سے تم اس بات کو جھوٹا ثابت کردو کہ قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے اور اس کی مثال لانا کسی کے بس میں نہیں۔ قرآن کریم نے تین شکلوں میں یہ چیلنج دیا ہے۔ پہلے تو فرمایا کہ جن و انس مل کر اس قرآن جیسا کوئی قرآن بنا کر لائیں۔ جب اس کے جواب میں خاموشی رہی۔ لیکن مخالفت جاری رہی تو پھر فرمایا اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور جب یہ بھی نہ ہو سکا، تو پھر فرمایا: اس جیسی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ۔ اندازہ کیجئے! اس سے ہلکا چیلنج اور کیا ہو سکتا ہے کہ صرف ایک سورت بنا کر لائی جائے، کیونکہ سورت سے مراد کوئی بڑی سورت نہیں، سورۃ الکوثر جیسی تین بولوں پر مشتمل سورۃ ہی پیش کردو، تب بھی چیلنج کا جواب ہو جائے گا، لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکو اور یقیناً نہیں کر سکو گے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی واضح دلیل اور اتنی مضبوط حجت قائم ہو جانے کے بعد بھی تم اگر

CC BY

رسول اللہ (ﷺ) پر ایمان نہ لاؤ اور آپ کی نبوت کو تسلیم نہ کرو اور قرآن کریم کو اللہ کی کتاب نہ مانو تو پھر اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اولاً دنیا ہی میں عذاب آئے اور اگر اللہ کی مشیت سے تم دنیا میں عذاب سے بچ جاؤ، تو پھر جہنم کی اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔[11] مزید بر آں اگر واقعی انجیل میں تحریف نہیں ہوئی تو پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر عیسائی لوگ ایمان کیوں نہیں لے آتے، جبکہ انجیل میں تو نبی آخر الزماں کی بشارت دی گئی ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ اس نبی سے مراد پیغمبر اسلام نہیں ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ لوگ تو پیغمبر اسلام کی جگہ کسی دوسرے شخص کو بھی نبی نہیں مان رہے، لہذا جس نبی آخر الزماں کا ذکر انجیل میں آیا ہے، اس میں مذکور صفات ثابت کرو کہ کسی اور میں پائی جاتی ہیں، اور اگر ثابت نہیں کر سکتے، اور ثابت کر بھی نہیں پاؤ گے، تو کیا وجہ ہے کہ تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان نہیں لے آتے؟۔

ب۔ کیا اسلام میں نجات ہے؟: اسلام میں نجات ہے۔ اس دعویٰ سے مصنف مطمئن نہیں ہے۔ بقول مصنف قرآن شریف کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نجات کا ملنا صرف اعمالِ صالح پر موقوف ہے، کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کے رہنے کے لئے باغ ہیں۔ یہ مہمانی اُن کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے۔ اور جنھوں نے نافرمانی کی اُن کے رہنے کے لئے دوزخ ہے۔[12] دوسری آیت یہ ہے کہ جس نے ذرّہ بھر نیکی کی ہو گی، وہ اُس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرّہ بھر برائی کی ہو گی، وہ بھی اُسے دیکھ لے گا۔[13، 14]

نقد و تبصرہ: پادری سلطان محمد پال نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صرف اور صرف اعمال صالحہ پر نجات موقوف ہے، ان کا یہ قول دو حال سے خالی نہیں، اوّل تو یہ کہ اس قول سے وہ مطمئن نہیں ہیں، اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کو بغیر عملِ صالح بخش دیا جائے، دنیا میں وہ دندناتے پھریں، ان کو روکنے ٹوکنے والا کوئی نہ ہو۔ ہر صاحبِ عقل و دانش سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح دنیا کا نظام نہیں چل سکتا۔ اور نہ ہی یہ ایک عظیم کائنات چلانے والے

OPEN ACCESS

ربّ کو زیب دیتا ہے کہ وہ ہر ایک کو کھلی چھوٹ دے دے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شاید وہ سمجھتے ہیں کہ ہر انسان جو عملِ صالح بجالاتا ہے، اس کو جہنم سے نجات کا پروانہ مل جاتا ہے۔ یہ صورت بھی دو حال سے خالی نہیں ہے کہ اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ وہ شخص جو عملِ صالح بجالاتا ہے، کیا وہ مسلم ومؤمن ہے یا نہیں؟، اگر ہے تو نجات کا ملنا اس کا حق ہے، بصورتِ دیگر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔[15] لہٰذا اعمالِ صالحہ بعد میں اور دین اسلام پہلے ہے۔ یہ اسلام کا نظریہ ہے، نہ یہ کہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا بظاہر اًاعمال صالحہ کرتا ہے، تو اسے بخش دیا جائے گا۔ مزید بر آں اسلام نے اعمال صالحہ پر نہایت شور وزور سے احکامات جاری کیے ہیں، اور اسی میں دنیا ومافیہا کی بقاء ہے۔ بصورت دیگر کج روی اور بے راہ روی کے کیا نقصانات ہیں، یہ امر کسی سے پنہاں نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ انسان کا خالق و مالک ہے، وہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ احکام لاگو نہیں فرماتا۔[16] تو اب انسان کا یہ فرض بنتا ہے کہ جتنا مالک نے اس پر حکم نازل فرمایا ہے، انسان اس کے آگے سر تسلیم خم ہو۔ بیشک اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اس کو دگنا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔[17]

ج۔ بجز حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے تمام نسلِ آدم گناہ گار ہے؟: پادری سلطان محمد پال رقمطراز ہے کہ پیغمبرِ اسلام نے فرمایا کہ پھر آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا لہٰذا اُن کی اولاد بھی انکار کرنے لگی۔ آدم علیہ السلام بھول گئے اور اُن کی اولاد بھی بھولنے لگی۔ پھر آدم علیہ السلام نے غلطی کی لہٰذا اُن کی اولاد بھی غلطی کرنے لگی۔[18] اِس حدیث سے یہ واضح ہے کہ تمام نسل آدم یقیناً گنہگار ہے، کیونکہ آدم کا گناہ سب میں منتقل ہوا۔ اِسی لئے انبیا میں سے اوّل ترین آدم اور حوانے کہا کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔[19] نیز ابراہیم نبی نے فرمایا کہ اے پروردگار! حساب کتاب کے دن میری اور میرے ماں باپ کی اور مومنوں کی مغفرت کیجیو۔[20] نبی اسلام دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میری

OPEN ACCESS CC BY

خطاؤں کو پانی، برف اور اولے سے دھو ڈال۔[21] اِن تمام ثبوتوں کے علاوہ قرآن میں ہے کہ انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے، اور وہ اِس بات سے آگاہ بھی ہے۔[22] جہاں قرآن شریف میں اَور انبیاء کے گناہ کا ذِکر ہے، حضرت عیسیٰؑ کے گناہ کا ذِکر کیوں مرقوم نہیں؟ چونکہ قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کی معصومیت کے سوا اَور کسی بات کا ذِکر نہیں ملا، پس ثابت ہوا کہ بجز حضرت عیسیٰؑ کے اَور سب بنی نوع انسان درحقیقت گنہگار ہیں۔[23] (معاذاللہ!)

نقد و تبصرہ: پادری صاحب نے جو یہ استدلال کیا ہے کہ تمام نسلِ آدم یقیناً گناہ گار ہے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حکم میں لغزش ہوئی، لہٰذا ان کی اولاد بھی غلطی کرنے لگی۔ یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ اوّل تو یہ کہ جب مصنف پر بات آتی ہے تو وہ اپنے حق میں قرآن کریم کی اس آیت کا حوالہ دیتا ہے کہ جس نے ذرّہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اُس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرّہ بھر برائی کی ہو گی وہ اُسے دیکھ لے گا۔[24] تو یہاں کیا پادری صاحب کو اس طرح کی آیات بھول گئی تھیں؟ یا قصداً ذکر نہیں کیں کہ اس سے ان کا مؤقف ڈھیلا پڑ جائے گا، کیونکہ ایسی آیات سے تو ثابت ہو جائے گا کہ تمام نسلِ آدم گناہگار نہیں ہے، بلکہ صرف وہ گناہگار ہیں، جو کج روی اور بے راہ روی کو اپناتے ہیں۔ نیز قرآن و حدیث سے کثیر ایسے دلائل ہیں، جن میں صاف بتادیا گیا ہے کہ ہر انسان اپنے اعمال کا جوابدِہ ہے،[25] کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا،[26] جو شخص ہدایت پاتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کو ہے، اور جو گمراہ ہوتا ہے، تو اس کا نقصان بھی اسی کو ہے۔[27] جہاں تک معاملہ ہے حدیث مذکور میں حضرت آدم علیہ السلام کا، تو اس سے مقصود یہ بتانا تھا کہ انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے، اور حضرت آدم علیہ السلام سے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تھی، لہٰذا طبعاً انسان میں بھی غلطی کرنے کا عنصر پایا جاتا ہے، نہ یہ کہ سب انسانوں سے فی الواقع غلطی ہوئی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصنف بھی معصوم قرار دے رہا ہے، حالانکہ وہ بھی تو حضرت آدم علیہ السلام کی ہی اولاد میں سے ہیں۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہی کثیر لوگ غلطی کرنے میں حد سے تجاوز کر گئے، لیکن دوسری

OPEN ACCESS
CC BY

جانب اللہ تعالیٰ کے ایسے خصوصی بندے ہیں کہ ہر حکمِ خدا کے آگے سر تسلیم خم ہو جاتے ہیں۔ عجب ہے کہ پادری صاحب کو اس موقع پر وہ سارے دلائل بھول گئے، جن میں واشگاف الفاظ میں بتادیا گیا ہے کہ ہر انسان اپنے اعمال کا جوابدِہ ہے۔ بہر حال یہ اعتراض کہ پیغمبرِ اسلام ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولے سے دھوڈال۔ اس میں بھی مصنف نے دھوکہ دہی سے کام لیا ہے، کیونکہ خطاؤں کو پانی، برف یا اولے سے دھونا ممکن نہیں ہے، کیونکہ خطائیں جسم نہیں رکھتیں، لہذا حدیث میں مجازاً یہ جملہ فرمایا گیا ہے، خطاؤں سے دوزخ کی آگ مراد ہے اور برف کے پانی سے مغفرت ورحمت، جو آگ بجھا بھی دے اور اس جگہ کو ٹھنڈا بھی کردے یعنی مجھے ہر طرح کی رحمتوں ومغفرتوں کے ذریعہ دوزخ کے اسباب سے پاک وصاف رکھ۔ پادری صاحب شاید حقیقت ومجاز سے نابلد تھے، یا قصداً پیغمبرِ اسلام ﷺ کی طرف گناہوں کو منسوب کر دیا۔ بہر حال اس کا وبال انہی پر ہے۔ ہم نبی اکرم ﷺ کی طرف گناہوں کو منسوب کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ اللہ ہمیشہ ان کے ساتھ ہے، اور ان کی آنے والی ہر گھڑی پہلے سے بہتر ہے، نیز اللہ نے ان کو خوش کرنے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔[28] اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں فرماتا۔[29] مزید برآں نبیِ رحمت ﷺ ایسی دعائیں بطورِ تعلیم فرمایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ مسند بزار میں ایسی ہی دعا کی بابت روایت کے الفاظ ہیں کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو یہ دعا کیا کرے کہ اے اللہ! میری خطاؤں کو ایسا صاف کردے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔[30] بقول مصنف تمام نسلِ آدم گناہگار ہے، کیا اس کی دلیل صرف یہ مان لی جائے کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام نے دعا میں یہ کہا کہ ہم نے اپنے اوپر ظلم کرلیا ہے؟۔ اور کیا ایسی دعائیں کرنے سے ہر کوئی گناہ گار ہو جائے گا؟۔ اوّلاً تو یہ دلائل ذخائرِ اسلام میں سے دیے جارہے ہیں، آپ تو اسلام کو مانتے ہی نہیں، تو پھر دلائل اسلام میں سے کیوں؟، اور اگر مان رہیں ہیں، تو یہ بھی مان لیں کہ اسلام کے علاوہ اب کوئی مذہب ناقابل قبول ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہی ارشاد فرمایا ہے،[31] ثانیاً آپ اسلامی دلیل کا سہارا لیناہی چاہتے ہیں، تو کیا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان آپ کو نظر نہیں آیا کہ میری امت سے غلطی اور بھول کر ہونے والے نیز مجبوراً سرزد ہونے والے کام کا گناہ اٹھالیا گیا ہے؟۔[32] ثالثاً پادری صاحب کی طرف سے دیے

OPEN ACCESS
CC BY

گئے مذکور بالا دلائل سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ تمام کے تمام انسان ہی گناہ گار ہیں؟، کیا محض دعائے مغفرت کرنے سے نبی اکرم ﷺ، حضرت آدم، حواء، ابراہیم علیہم السلام یا دیگر انبیاء کرام کو گناہگار یا موردِ الزام ٹھہرایا جاسکتا ہے؟۔ رابعاً کیا اس کو دلیل مان لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت اس طرح کا کوئی واقعہ ذخیرۂ اسلام میں بیان نہیں ہوا، لہذا باقی سب لوگ گناہ گار ہی ٹھہرے؟ مزید بر آں کیا صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ایسے نبی ہیں، جن کی بابت کوئی ایسا واقعہ قرآن کریم میں نہیں ملتا، یا دیگر بعض انبیاء و رسل بھی ایسے ہیں؟ کیا قرآن کریم میں سارے انبیاء و رسل کا تذکرہ ملتا ہے؟۔ پادری صاحب نے اِن سوالات کو کیوں نظر انداز کیا؟۔ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا، تو اس سے کہا کہ چوری کرتے ہو؟ اس نے جھٹ کہا: ہر گز نہیں، اللہ کی قسم! میں نے چوری نہیں کی۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں (جس کی تو نے قسم اٹھائی) اور اپنی آنکھ کو (اس معاملے میں) جھٹلاتا ہوں۔[33] پادری صاحب کی کمزور منطق کے مطابق تو یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ایک مومن پر تہمت بن جائے گی، کیونکہ اُن کے نزدیک پیغمبرِ اسلام محض اس لیے معصومیت سے خارج ہیں کہ وہ اپنے لیے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے، پادری صاحب کو شاید اس حدیث کا علم نہ تھا، یا قصداً ذکر نہیں کیا کہ مبادا اُن کا موقف کمزور پڑ جائے۔ بہر حال مسیحی تو بعید ایک مسلمان بھی ایسا تصور نہیں کر سکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس مومن شخص پر چوری کا الزام لگایا پھر اس کے بتانے کے بعد رجوع کیا، بلکہ حضرت عیسیٰ سلام اللہ علیہ کو شبہ تھا، ظاہر ہے اس کے پیچھے بھی کوئی قرینہ ہو گا، بہر حال اس شبہ کا ازالہ کر دیا گیا۔ پادری سلطان محمد پال نے اپنے نہایت کمزور استدلال سے انبیاء پر گناہ کی تہمت لگائی ہے، اللہ تعالیٰ ایسے استدلالِ فاسد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین۔ مِن جانبِ محقق مذکور بالا سارے سوالات اور پادری سلطان کے غیر منصفانہ دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ پادری صاحب بے جا اسلام مخالف ہو کر مسیحیت کو فروغ دے رہے تھے، ان کو کسی قسم کی کوئی اخروی نجات کی تڑپ نہیں تھی، بلکہ نِری دنیا مطلوب تھی، اور یہ امر کسی سے

OPEN ACCESS
CC BY

پنہاں نہیں ہے کہ اہلِ یورپ میں سے شریر نفوس کس طرح اسلام مخالف بیانیہ کا پرچار کرنے والوں سے مالی تعاون کرتے آئے ہیں۔

د۔ کیا سب انسان جہنمی ہیں؟: بقول پادری سلطان محمد پال قرآن شریف کی رو سے کوئی انسان نجات نہیں پا سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ یہ بات پروردگار پر واجب ہو چکی ہے کہ تم میں سے ہر ایک انسان دوزخ میں وارد ہو گا۔ پھر ہم متقین کو دوزخ سے چھٹکارا دیں گے اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل اِس میں پڑے رہنے دیں گے۔[34] نیز قرآن میں ہے کہ اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی راہ پر ایک گروہ کر دیتا، وہ تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے۔ مگر اُن کے جن پر آپ کا ربّ رحم فرمائے اُنہیں تو اِسی لئے پیدا کیا ہے، اور آپ کے ربّ کی یہ بات پوری ہو کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔[35] علاوہ ازیں آنحضرت نے فرمایا کہ سب لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ پھر اپنے اعمال کے بموجب اِس سے نکلیں گے۔ بجلی کی چمک کی طرح جلدی، پھر ہوا کی طرح، پھر گھوڑے کی دوڑ کی طرح، پھر انسان کے پاپیادہ کی طرح۔[36]، [37]

نقد و تبصرہ: پادری صاحب کی طرف سے دیے گئے دلائل میں غیر جانبدارنہ غور و فکر کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ جن و انس سب میں سے شریر جن و انس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں عذاب دے گا، اور جو نیک نفوس ہیں، یا جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا، ان کو جہنم میں عذاب نہ دیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم واحادیث نبویہ ﷺ میں کثیر مقامات میں ان کو جنت کی نوید سنائی گئی ہے، منجملہ ان بشارات کے بعض یہ ہیں: مؤمنین صالحین ہمیشہ جنتی ہیں،[38] مؤمنین صالحین جنت میں داخل ہوں گے، ان پر ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا،[39] جو شخص اپنے رب سے ڈر گیا اور نفسانی خواہشات سے باز رہا، تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔[40] پادری صاحب کی منطق بھی عجیب ہے، دلائل دخولِ جہنم کے دے رہے ہیں، اور اُن دلائل سے سب کو اس معنٰی میں جہنمی بنا ڈالا کہ سب کو عذاب ہو گا، حالانکہ جہنم کے پاس سے گزرنا یا اس کے اوپر سے یا پھر اس میں سے ہی ہو کر گزرنا اس آیت سے مان لیا جائے، تو کس دلیل کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مؤمنین، اعمال صالحہ کرنے والوں، انبیاء و اولیاء کو اس میں

OPEN ACCESS
CC BY

عذاب ہو گا، کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ میں عذاب ہوا تھا؟، اس واقعہ کا انکار تو مسیحی بھی نہیں کرتے، اور یہودیوں نے تو اس واقعہ کی مکمل تفصیلات لکھی ہوئی ہیں، حتیٰ کہ ڈاکٹریٹ آف فلاسفی جیسی ڈگریوں کے حامل محققین نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے، نیز ان کی قدیم مذہبی کتب میں یہ واقعہ موجود ہے۔[41] مزید برآں مسیحی حضرات جوق در جوق ان کتب سے اخذ و استفادہ کرتے ہیں، لیکن کسی محقق نے اس واقعہ کا انکار نہیں کیا۔[42] پس جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے محفوظ رکھا، آگ کو ٹھنڈی اور سلامتی والا بنایا، تو اللہ تعالیٰ مؤمنین وصالحین کے لیے جہنم کی آگ کو بھی ٹھنڈی اور سلامتی والا بنا سکتا ہے، کیونکہ وہ ہر چاہت پر قادر ہے،[43] انجیل میں ہے کہ جو شخص ایمان رکھتا ہے اس کے لیے سب کچھ کرنا ممکن ہے،[44] جس مؤمن کے بارے یہ عقیدہ رکھا جارہا ہے کہ اس کے لیے سب کچھ کرنا ممکن ہے، تو وہ خدا جو اس مؤمن کو پیدا کرنے والا ہے وہ بدرجہ اولیٰ ہر چاہت پر قادر ہے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ سب سے بڑا انصاف پسند ہے، جو اس کی رضا کو حاصل کر لیتے ہیں، ان کو وہ کبھی سزا و عذاب نہیں دے گا، اور اس نظریہ پر قرآن و سنت سے بے شمار دلائل موجود ہیں، جن کا پادری سلطان نے شاید قصداً ذکر نہیں کیا۔ بہر حال جہنم میں سب کا داخل ہونا عذاب ہونے کو مستلزم نہیں، بلکہ عذاب نافرمانوں کو ہی ہو گا، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: " الْوُرُودُ سے مراد دخول ہے کوئی نیکوکار اور فاجر باقی نہیں ہو گا مگر وہ دوزخ میں داخل ہو گا، تاہم مومنین پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی، جس طرح حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر ہوئی تھی۔[45] حدیث مذکور میں واشگاف الفاظ میں بتادیا گیا کہ مؤمنین کو عذاب نہیں ہو گا، لیکن مصنف کی قرآن وحدیث پر گہری نظر ہوتی تو ان کو معلوم ہوتا کہ ایسی آیات واحادیث سے کیا مراد ہے، اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ پادری سلطان نے قصداً ایسے دلائل نظر انداز کیے ہوں، کیونکہ اس کے بغیر مسیحیت خوش کیسے ہو سکتی تھی، پادری صاحب نے دنیا بھی تو حاصل کرنی تھی، اس کے بغیر کیسے ان کو حاصل ہوتی۔ بقول شاعر:

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا[46]

OPEN ACCESS
CC BY

ہ۔ کیا اعمال اور نجات کے درمیان کوئی تعلق نہیں؟: بقول پادری سلطان کے احادیث کی رو سے نجات کے تین طریقے ہیں۔ سب سے پہلا یہ کہ اعمال اور نجات کے درمیان مطلق کوئی تعلق نہیں، کیونکہ حدیث میں اِس کا ذِکر ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سچے دِل سے اِس امر کی شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد خدا کے رسول ہیں۔ اُس پر خداوند تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ معاذ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اِس سے لوگوں کو خبر دار کر دوں؟ کہ وہ اِس بشارت کو سُن کر خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: یہ سُن کر وہ اِسی پر بھروسا کر لیں گے۔[47] نیز ایک مقام پر فرمایا کہ ہر ایک بندہ جو لا الہ الا اللہ کہے اور اُس پر مر جائے وہ جنت میں داخل ہو گا۔ میں (ابو ذر) نے کہا: اگرچہ وہ چور ہو یا زانی ہو؟، آپ نے فرمایا: اگرچہ چور یا زانی ہو۔ پھر میں نے کہا کہ اگرچہ وہ چور یا زانی ہو؟ آپ نے کہا: اگرچہ وہ چور ہو یا زانی ہو۔ اگرچہ یہ بات ابو ذر کو ناگوار معلوم ہوئی۔[48] اسی طرح رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اِس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد اُس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں۔۔۔ تو اللہ اس کو جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس میں سے چاہے لے جائے گا۔[49] مصنف نے لکھا ہے کہ جب میں نے یہ احادیث پڑھیں تو میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا یہ انصاف ہے کہ ایک شخص جو اپنی تمام عمر بدی کرتا رہا اور نیکی کے بارے میں کبھی نہیں سوچا، وہ موت کے وقت جنت میں داخل ہو جائے، جبکہ ایک اَور فرد جس نے اپنی زندگی خوفِ خدا، خود ضبطی اور نیک کاموں میں گزاری وہ موت پر جہنم میں داخل کیا جائے؟۔ مسیحی مانتے ہیں کہ اُنہیں نیک کاموں میں مشغول رہنا چاہیے، تاہم اُن کی نجات کا انحصار اُن کے کاموں پر نہیں ہے۔[50]

نقد و تبصرہ: آپ کے قول "مسیحی مانتے ہیں کہ اُنہیں نیک کاموں میں مشغول رہنا چاہیے، تاہم اُن کی نجات کا انحصار اُن کے کاموں پر نہیں ہے" سے بھی تو یہی ثابت ہو رہا ہے کہ اعمال پر نجات موقوف نہیں ہے، تو اسلام پر اعتراض کس وجہ سے کیا جا رہا ہے، اعتراض تو تب درست ہے جب مسیحیت میں ایسا قانون نہ ہو، مزید بر آں

OPEN ACCESS
CC BY

کیا پادری صاحب سے اس وقت اسلام کا علم ختم ہو گیا کہ ان کو وہ سارے دلائل ہی بھول گئے، جو مؤمن گناہگار کی وعید کے متعلق ہیں؟۔ ہم ہر گز یہ نہیں کہتے ہے بندہ مؤمن جو مرضی کر لے، اس کو سِرے سے عذاب ہو گا ہی نہیں، اور نہ ہی درج بالا دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ دین اسلام میں عذاب و نجات دونوں کا تصور ہے۔ یہی تو اسلام کی خصوصیت ہے کہ نجات کی امید اور عذاب سے خوف کی درمیانی کیفیت کا نام ایمان ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے [51]

تاہم مسیحیت کے ہاں عیسائی بندہ جو مرضی کر لے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بد اعمالی کا بدلہ چکا دیا ہوا ہے، اللہ ہی بچائے ایسے مذہب سے، جس میں واشگاف الفاظ میں بتا دیا گیا کہ جتنے مرضی بد اعمالیاں کر لو، کوئی ڈرنے والی بات ہی نہیں، حضرت مسیح نے ان بد اعمالیوں کا بدلہ اپنی جان دے کر چکا دیا ہے، معاذاللہ!۔ بہر حال مصنف نے مذکور بالا احادیث کی غلط تشریح بیان کی ہے۔ سلف صالحین کی ایک کثیر جماعت نے بیان کیا ہے کہ اس طرح کی احادیث فرائض، اوامر و نواہی کے نزول سے قبل کی ہیں۔ لہٰذا اس وقت لوگوں کو صراطِ مستقیم کی طرف مبذول کرنا مقصود تھا، یہی وجہ ہے کہ انہیں اسلام کی ترغیب دی گئی۔ بعض علماء نے ان احادیث کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ جو شخص اللہ و رسول کی گواہی دے دے، اور اس کلمہ کا حق بھی ادا کر دے، تو اس کو جنت کی بشارت ہے، اسی لیے "صدقِ دل" فرمایا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ندامت و توبہ کے وقت کی گواہی ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے موقت کے وقت کی گواہی مراد ہے۔ بہترین قول یہ ہے جو شخص اللہ و رسول کی گواہی صدقِ دل سے دیتا ہے تو اسے عذاب الخلود نہیں ہو گا۔[52] مختصراً یہ کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے جو شخص بعد از اسلام اعمال صالحہ بجالاتا ہے، اور یومِ قیامت اس کے نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا اس سے وعدہ ہے کہ اسے عذاب نہیں ہو گا، لیکن بعد از اسلام اگر وہ بد اعمالی کا شکار ہوتا ہے، اور اس کے بدی کے پلڑے بھاری ہوں گے، تو بعد از عذاب بالآخر اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یہی مذکور بالا احادیث کا مفہوم

OPEN ACCESS
CC BY

ہے۔ جن سے پادری صاحب نے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے معاف فرمانا چاہے تو یہ اس کی طرف سے احسان ہے، کیونکہ وہ عدل وانصاف دونوں صفات کا حامل ہے۔ یہی تو اسلام کا حُسن ہے کہ اسلام کے نظریہ کے مطابق ہم سب اللہ تعالیٰ کو جوابدِہ ہیں، تاہم وہ ہمیں کسی امر کا جوابدِہ نہیں، لیکن پادری صاحب شاید یہ چاہتے ہیں کہ ہر کام ان کی منشاو غرض کے مطابق ہو۔

و۔ خدا کی صفتِ عدل کا تعطل؟: بقول پادری سلطان نجات خدا کے رحم پر موقوف ہے۔ اِس حد تک کہ نبی خود اِس کے طلبگار ہوتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا: ہرگز تم میں سے کسی کو اُس کا عمل نجات نہیں دے سکتا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کو بھی نجات نہیں دے سکتا؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ مگر جب خدا مجھ کو اپنی رحمت میں چھپا لے۔ پس مضبوط ہو اور کوشش کرو اور صبح وشام اور ہر وقت عمل میں کوشش کرو۔[53] سوال یہ ہے کہ اگر خدا صرف اپنے رحم سے معاف کردے تو صفت عدل معطل رہے گی اور تعطل سے خدا کی ذات میں نقص وارد ہو گا جو خدا کی شان کے شایاں نہیں۔[54]

نقد و تبصرہ: مصنف کی طرف سے یہ اعتراض "کہ اگر خدا صرف اپنے رحم سے معاف کردے تو صفت عدل معطل رہے گی اور تعطل سے خدا کی ذات میں نقص وارد ہو گا جو خدا کی شان کے شایاں نہیں" اس لیے درست نہیں ہے کہ وہ خود اس بات کا قائل ہے کہ نجات کا انحصار لوگوں کے کاموں پر نہیں ہے۔ پس اعتراض چہ معنیٰ دارد؟۔ نیز مسیحی کس دنیا میں رہتے ہیں، اگر خدا نے آدم علیہ السلام کو معاف کردیا تو اس نے کس پر ظلم کیا؟، کیا عدل رحم سے متصادم ہے؟، کیا کوئی ایسا قانون ہے جو خدا پر حکومت کرتا ہے؟ اور کوئی ایسا آئین ہے جو اس کی مرضی کو محدود کرتا ہے کہ معاذ اللہ! وہ انصاف اور رحم کے درمیان الجھن میں پڑ جاتا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے اپنے عدل سے عذاب دے۔ اور وہ ہر چاہت پر قادر ہے۔[55] وہ عادل و منصف رہتے ہوئے بھی رحیم ہے، اس کی مثل کوئی نہیں۔[56] وہ خالق ہی کیا جو مخلوق کی محدود سمجھ میں سما جائے؟۔ تاہم جہاں تک معاملہ ہے اس حدیث مبارک کا، تو اس سے مراد یہ ہے کہ نیک اعمال دوزخ سے

OPEN ACCESS
CC BY

بچنے، جنت میں داخل ہونے کے اسباب تو ہیں مگر علّت تامہ نہیں۔ بہت سے لوگ بغیر نیک عمل جنتی ہیں جیسے مسلمانوں کے نا سمجھ بچے یا دیوانے یا وہ جو مسلمان ہوتے ہی فوت ہو جائیں اور بعض لوگ نیکیوں کے باوجود دوزخی ہیں جیسے نیکیاں کرنے والے کفار یا جن کی نیکیاں مردود ہو گئیں۔ جنت ملنے کی علّت تامہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، محض تخم درخت کی علت تامہ نہیں بہت بار تخم ضائع ہو جاتا ہے۔ اس فرمان کا مقصد لوگوں کو نیکیوں سے روکنا نہیں ہے بلکہ نیکوں کو اپنے اعمال پر ناز کرنے سے بچانا ہے کہ اے پرہیز گارو اپنے اعمال پر غرور نہ کرو، رب تعالیٰ کا فضل مانگو شیطان کے اعمال سے، اس کے انجام سے سبق لو۔ باقی آپ ﷺ کے فرمان سے بھی یہ مراد ہے کہ میں محض عمل سے بلا فضلِ الٰہی جنت کا حقدار نہیں، ہاں رب تعالیٰ کی رحمت ہر طرف سے مجھے گھیرے تو جنت میری ہے۔ نیز اس حدیث سے قطعاً نیک اعمال کرنے سے نہیں روکا گیا، یہی وجہ ہے کہ حدیث کے آخر میں نیک اعمال کرنے پر صریح الفاظ میں زور دیا گیا، اگر اعمال کا تعلق کلی طور پر نجات کے ساتھ نہ ہوتا تو حدیث کے آخر میں یہ الفاظ نہ آتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جنت کا ذریعہ رحمت الٰہی ہے اور رحمت کا ذریعہ نیک اعمال ہیں لہٰذا اعمال سے غافل نہ ہو منزل قریب ہے۔[57]

ز۔ کیا پیغمبر اسلام ﷺ کسی کی شفاعت نہیں فرمائیں گے؟: بقول پادری سلطان محمد پال آنحضرت بھی کسی کو نہیں بچا سکتے یہاں تک کہ اپنے قرابت داروں اور اپنی بیٹی فاطمہ کو بھی بچانے سے قاصر ہیں۔ پس یہ خیال کہ قیامت کے دن آنحضرت شفاعت کریں گے غلط ثابت ہوا۔ آنحضرت پر جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ تو آنحضرت کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ اے قریش کے لوگو، اے عبد مناف کے بیٹو، اے عباس بن عبد المطلب، اے صفیہ میری پھوپھی، میں تم کو قیامت کے عذاب سے نہیں بچا سکتا، تم خود اپنی فکر کر لو۔ اے میری بیٹی فاطمہ، تُو میرے مال سے سوال کر سکتی ہے لیکن میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا، تُو اپنی فکر آپ ہی کر۔[58، 59]

OPEN ACCESS
CC BY

نقد و تبصرہ: یہ حدیث اوّلِ تبلیغ (تبلیغ کی ابتدا) کی ہے، جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے کہ "جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریب ترر شتہ داروں کو ڈراؤ"۔ اس میں نبیِّ کریم ﷺ ایمان لانے کا حکم دے رہے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اے میرے عزیز و اقارب! ایمان لاؤ اگر یہ ایمان قبول نہ کیا تو یہ سب نسب و حسب کام نہ آئے گا۔ اعتراض تو تب بنتا ہے جب بعد از ایمان و عملِ صالح نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہو۔ قرآن حدیث میں کثیر دلائل ایسے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ شفاعت فرمائیں گے، منجملہ ان کے ایک آیت کہ عنقریب آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا،[60] بیسیوں احادیث سے ثابت ہے کہ مقامِ محمود سے شفاعت کا حق مراد ہے۔[61] نیز واضح حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے شفاعت کا حق عطا کیا گیا ہے۔[62] دلچسپ امر یہ ہے کہ مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس نے صحاحِ ستہ کا بغور مطالعہ کیا ہے،[63] عجب ہے کہ اس طرح کی کثیر احادیث ان کی نظروں سے کیسے اوجھل ہو گئیں، منجملہ ان احادیث کے صرف صحیح بخاری میں بیسیوں احادیث ہیں۔ بہر حال جہاں تک ایمان نہ لانے والوں کی شفاعت کرنے کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا تھا: اے نوح! یہ (کنعان) تمہارا گھر والا نہیں کیونکہ وہ بدکار ہے۔[64] اسی طرح کوئی غیر مسلم، سیّد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سیّد ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے اور وہ ایمان سے بے بہرہ ہے۔ کفر کی وجہ سے سارے نسبتی رشتہ ٹوٹ جاتے ہیں۔[65]

ح۔ مسیحیوں کے ہر گناہ کا کفارہ ہو چکا؟: بقول پادری سلطان محمد پال حضرت مسیح نے ان جیسے گنہگاروں کے لئے اپنی زندگی دی، کیونکہ انجیل میں ہے کہ ابن آدم اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔[66] حضرت عیسیٰ مسیح نے نہ صرف یہ دعویٰ کیا بلکہ اِسے پورا بھی کیا۔ خدا مہربان اور انصاف پسند دونوں ہے۔ اگر حضرت مسیح اپنی زندگی دیئے بغیر نجات دینے کا وعدہ کرتے، تو یقیناً رحم کا تقاضا پورا ہوتا۔ لیکن انصاف کے تقاضوں کو بھی پورا کرنے کے لئے جناب مسیح نے فدیہ کی

قیمت چکائی، یعنی اپنا قیمتی خون۔ یوں خدا نے ہمارے لئے اپنی محبت ظاہر کی۔ بقول مصنف نجات جو مذہب کی علت غائی اور اِس کی جان ہے صرف سیدنا عیسیٰ مسیح پر ایمان رکھنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔[67]

نقد و تبصرہ: ایک طرف تو مصنف اللہ تعالیٰ پر حرف لاتا ہے کہ اسلام میں اس کے صفتِ عدل کا لحاظ نہیں، لیکن دوسری جانب اس کا نظریہ ہے کہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جان دے کر لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔ اکیس توپوں کی سلامی ہو مصنف کی عقل پر۔ یہ کیسا انصاف کا پیمانہ ہے کہ ہر برا کام آپ کریں اور اس کے بدلہ میں جان کا فدیہ کسی اور سے لیا جائے؟۔ قارئین بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مسیحیوں کو برے کاموں کی لت کیوں لگی ہوئی ہے، جب اس مذہب میں واشگاف الفاظ میں بتا دیا گیا کہ تمہاری بد اعمالیوں کا کفارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جان دیکر چکا دیا ہے (معاذاللہ)، تو پھر مسیحی کیونکر کسی حد میں رہیں گے؟، وہ تو ہر کام کریں گے جو نفسانی خواہشات کے تابع ہو۔ شرم و حیا کس کو کہتے ہیں، اس سے ان کو کوئی سروکار نہیں، کیوں وہ اپنی بیوی اور بہن، ماں اور بیٹی میں تمیز کریں گے، کیوں وہ خواتین کو پردے میں رہنے دیں گے، کیوں وہ ہم جنسی سے رکیں گے؟۔ شریعتِ اسلامیہ میں زوجہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری بجالائے اور نفس پر شوہر کے علاوہ کسی اور کو حلال نہ کرے۔ جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے کہ اس نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔[68] لیکن آج نام نہاد روشن خیال مسیحیت کا حال دیکھ لیں، اپنے لیے تو بے حیائی کا سامان کرتے ہی ہیں، ساتھ اپنی خواتین کے لیے بھی شرم و حیا سے مبرا پارٹیوں کا انعقاد کرتے ہیں۔ ڈاکٹر مصطفی سباعی نے اپنی کتاب "المراۃ بین الفقہ والقانون"[69] میں اپنے المناک مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے مسیحیوں کی معاشرتی و سماجی درندگی کو بیان کیا ہے۔ یورپ جیسے ممالک کی معاشی پالیسی نے عورتوں کو مختلف شعبوں میں مختلف سطحوں پر ملازمت اور کام کرنے پر بھی مجبور کر دیا ہے، انہیں خود اپنے لیے کام ڈھونڈنا پڑتا ہے، شادی کے بعد اسے اپنے گھر اور بچوں کی کفالت کے لیے شوہر کی طرح ملازمت کرنی پڑتی ہے۔ اس ابتر صورتحال اور مادی فلسفہ کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ اولاد

CC BY

کی صحیح تربیت ہے اور نہ اولاد کے نزدیک والدین کا احترام بلکہ پورا خاندانی نظام مفلوج و منتشر ہے۔ جب ایک فرد کو صاف بتا دیا گیا کہ بھائی تو جو مرضی کر، تجھے جنت ہی ملنی ہے، تو کیوں وہ چوری، ڈکیتی، قتل جیسے گناہوں سے بچے گا؟۔ یہی وجہ ہے کہ جن مسیحی ممالک کے پاس طاقت ہے وہ آئے روز کسی نا کسی ملک پر جھپٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان جیسے افراد کی وجہ سے دنیا تباہی کے دہانے پر پہنچ رہی ہے۔ صورتحال ہر لحاظ سے قابلِ تشویش ہے۔ اسی لیے ہمارا نظریہ ہے کہ یہ انجیل بعینہٖ وہ نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس وقت اسلامی نظامِ معاشرت کو عام کرنے اور مغربی نظام کا بائیکاٹ کرنے کی ضرورت ہے، مغربی نظامِ زندگی حقیقی لذت و سرور و سکون سے خالی اور محروم ہے، وہاں تیز رفتار ترقیات ضرور ہوئی ہیں، محیر العقول سائنسی کارنامے ضرور ہیں مگر اپنی زندگی اور خاندان میں کوئی اصلاح اور سدھار ان سے نہ ہو سکا۔ بقول علامہ اقبال:

جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا   زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا   اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا   آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا[70]

3۔ خلاصہ کلام:

بحمد اللہ تعالیٰ! پادری سلطان محمد پال کے اسلام سے متعلق اشکالات دفع کر دیے گئے، بقیہ آپ بیتی میں مسلمانوں کے جذبات کو ابھارنے کی بابت دعائیں اور ادھر ادھر کی لغو باتیں ہیں۔ پادری سلطان محمد پال نے بڑی ہی کمال ہوشیاری سے سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کس مذہب میں لکھا ہے کہ کوئی بھی بندہ کوئی بھی دعا خواہ وہ کیسی ہی ہو کرلے، ضرور بالضرور دنیا میں قبول ہی ہو گی، اور اگر فرض کر لیں کہ اس دعا کرنے کے بعد پادری صاحب مسیحی ہو گئے، تو کیا مسیحیوں میں سے کوئی بھی اٹھ کر اپنے کسی معظم عبادت خانے میں جا کر یہی دعا کرے کہ اگر اسلام سچا مذہب ہے تو مجھے اس کی ہدایت عطا فرما، اور بعد ازاں وہ مسلمان ہو جائے، تو کیا

OPEN ACCESS

CC BY

اس بات کو مسیحیت قبول کرے گی؟ کہ واقعی اسلام سچا مذہب ہے، ہر گز قبول نہیں کرے گی، تو خدارا! دنیوی لالچ و حرص میں گرفتار ہو کر خود صراط مستقیم پر نہیں چل سکتے تو کم از کم سادہ لوح مسلمانوں کے اذہان میں شکوک و شبہات ڈالنے سے باز رہیں کیونکہ آپ کی تحقیق سوائے ایک ناول نما کہانی کے کچھ بھی نہیں، مسیحیت لاکھ کوشش کر لے، اور کر بھی چکی ہے، تاہم وہ اسلام کو جھوٹا مذہب ثابت نہیں کر سکتی، کیونکہ یہی سچا مذہب ہے، بلکہ وہ تو مروّجہ مسیحیت کو بھی اپنی اناجیل سے ثابت نہیں کر سکتے۔ پادری صاحب تو اب اس دنیا میں رہے نہیں، تاہم ان کے پیروکاروں سے سوال یہ ہے کہ صرف یہ بتائیں کہ کوئی مسیحی اگر مسلمان ہو جائے اور ایسے ہی کمال ہوشیاری سے ترتیب سے لکھ ڈالے، جیسے مصنف نے لکھا ہے، تو کیا آپ لوگ اسلام لے آئیں گے؟ اگر ایسی آپ بیتی مان لیں گے تو پھر اسلام لے آئیں، کیونکہ سینکڑوں ایسے واقعات ہوئے ہیں جن میں عیسائیت کے علماء اسلام میں داخل ہوئے ہیں، اور اگر پادری سلطان کی طرح بناوٹی کہانی پر یقین نہیں رکھتے تو جان لیں کہ یقیناً ایسی باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، کیونکہ یہ تو اسی فرد کو علم ہے کہ جو وہ لکھ رہا ہے کس حد تک درست ہے، ہاں جہاں تک پادری صاحب کے اسلام پر اعتراضات کا تعلق ہے تو وہ بحمد اللہ مع جوابات بیان کر دیے گئے۔ اگر کوئی مسیحی محقق، پادری صاحب کے اسلام پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا دفاع کرنا چاہتا ہے تو اسے منظرِ عام پر لائے، بصورتِ دیگر یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ پادری سلطان محمد پال نے دنیاوی لالچ و حرص میں گرفتار ہو کر سب کچھ کیا ہے، یہ امر کسی سے پنہاں نہیں کہ اسلام سے ارتداد پر کتنا پروٹوکول ملتا ہے، خاص کر ان لوگوں کو جو اسلام کا کچھ مطالعہ رکھتے ہوں۔

Introduction:

SARS, a form of animal coronavirus that was first identified in southern China in 2002–2003, is caused by the coronavirus, which

OPEN ACCESS CC BY

was not recently found. COVID-19 spread to 29 countries in North and South America, Asia, and Europe, resulting in 8,098 cases and 774 fatalities in humans **(Kahn & McIntosh, 2005)**. The **World Health Organization (2020a)** Country Office in China received the first response from China on December 31, 2019, on the occurrence of an unidentified form of pneumonia in Wuhan, the administrative center of Hubei State. The rapid spread of the pandemic from China to more than 20 additional nations prompted the World Health Organization's Director General (DG), an authorized person in such a catastrophic scenario, to declare a Public Health Emergency (PHE) on January 30, 2020. When the epidemic had spread to more than 110 other countries around the world by that time, he gave it the name novel coronavirus (COVID-19) and declared it to be a pandemic **(World Health Organization, 2020b)**. Around 1400 populaces, including those from Pakistan, were worried by the Tablighi group of 14,500 presenters in Malaysia in March 2020 **(Arumugam, 2020)**.

Researchers and students experienced stress, anxiety, and other issues during the coronavirus outbreak, lockout, and separation. We felt pressured or anxious when we are going through a substantial life transition or traumatic incident. Stress is an organic (physical, biological, secretory, and passionate) response to a demanding factor that causes variations in our awareness and body. The word stress was devised by Selye (1936) who is identified as the "father of stress", and defined stress as a "nonspecific reaction of the body to whatever demand" **(Tan & Yip, 2018)**.

When a psychological state (anxiety) starts to negatively affect a person's everyday life, it may develop into a psychological illness or

CC BY

mental health issue. The lockdown had been activated as a precaution to stop this cause from spreading over the planet to determine whether those under quarantine "were suffering from this serious disease," quarantine "disconnected and controlled the movement of persons who first spread this deadly sickness (**Centers for Disease Control and Prevention, 2000**).

The global problem spread quickly. Covid-19 pushed governments all across the world to take significant action to stop it, or at the very least, Its quick expansion in the gearbox was slowing. Many countries had instituted lockdowns at the national level, and some declared a national lockdown that prohibited both domestic and international travel, froze attendance at schools, colleges, and universities, and outlawed all kinds of crowded public spaces while urging people to stay inside. Additionally, hourly electronic media outlets report on the coronavirus's rapidly rising incidence and mortality rate by citing global statistics for each nation. Due to the world's harsh actions, many individuals experience psychological discomfort (**Chen et al., 2020**).

The mode a person lives has a big impact on their happiness and success in life. Everyone wants to be happy with their lives. Psychologists and other mental health experts had long emphasized the importance of human spirituality and its development. Religion, religiousness, and spiritual intelligence among psychologists. Everywhere, spirituality can be identified as a habit or behavior of various religious traditions, and it had a significant impact on people's lives. People could benefit from spiritual influence since it is a means to lessen the negative effects of any stressful situations in

CC BY

their lives. Spirituality is an important component of life. There was a significant connection between religion, mental health, and overall contentment with life (**Wong & Law, 2002; Kaliampos & Roussi, 2017**).

Emmons (2000) proposed the concept of spiritual intelligence, which combines spirituality and intelligence. The use of spiritual intelligence, which consists of a collection of clearly defined spiritual competencies and capitals, could improve a person's capacity for adaptation (**King, 2008**). By encouraging individuals to think critically, accept life's hardships, and live a fulfilling existence, spiritual intelligence assists people in finding answers to problems. According to Bowell's speculative theory, a low or drowsy spiritual quotient can lead to an immature personality that showed problems with organization, life dissatisfaction, goal discrepancy, and well-being (**Bowell, 2004**). Another study found positive associations between spiritual intelligence and well-being. **Rahimipour and Karami** (2014) said spiritual intelligence, life satisfaction, and psychological well-being were positively correlated. An-others by to **Bigdeloo and Bozorgi** (2016) spiritual intelligence predicted life satisfaction.

References

1 ۔ عبداللطیف مسعود: احتساب قادیانیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، ط ا، دسمبر ۲۰۰۸ء، ج ۲۴، ص ۲۹

2 ۔. پادری سلطان محمد پال: میں کیوں مسیحی ہو گیا؟، پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی، لاہور، س۔ن، ص ۴ -۶

3. http://noor-ul-huda.net/htmlbooks/sher-e-afghan-urdu/ (Date:28.11.2022, Time: 09: 52 PM)

OPEN ACCESS
CC BY

4 . https://www.study-islam.org/urdu/urdu-books/account-hafizabad-debate (Date:28.11.2022, Time: 10: 17 PM)

5 ۔ پادری سلطان محمد پال: میں کیوں مسیحی ہو گیا؟، پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی، لاہور، س۔ن، ص ۶ -۷

6 ۔ الحجر ۱۵: ۹

7 ۔ انجیل متی باب ۲۷

8 ۔ امر تسری، ثناء اللہ: برہان التفاسیر لاصلاح سلطان التفاسیر، ام القریٰ پبلیکشنز، سیالکوٹ، ص ۳۳۳

9 آل عمران: ۷۸

10 ۔ البقرہ ۰۲: ۲۳

11 ۔ ڈاکٹر اسلم صدیقی: تفسیر روح القرآن، ادارہ ھدی لِلناس، اکتوبر ۲۰۱۰، ج ۱، ص ۱۹۷، تحت: البقرۃ: ۲۳

12 ۔ السجدۃ: ۱۹-۲۰

13 ۔ الزلزال: ۷-۸

14 پادری سلطان محمد پال: میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص ۱۱- ۱۵

15 آل عمران ۰۳: ۸۵

16 البقرۃ ۰۲: ۲۸۶

17 ۔ النساء ۰۴: ۴۰

18۔ الترمذي، محمد بن عيسى، أبو عيسى، سنن الترمذی، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابي الحلبي ، مصر، ط ۲، ۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء، ج ۵، ص ۲۶۷، حدیث نمبر: ۳۰۷۶

19 ۔ الاعراف: ۲۳

20 ۔ ابراہیم: ۴۱

21 ۔ بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء، ج ۱، ص ۱۴۹، حدیث: ۷۴۴

22 ۔ العدیٰت: ۶-۷

23 ۔ پادری سلطان محمد پال: میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص ۱۶ - ۱۸

24 ۔ الزلزال: ۷-۸

25۔ الانعام: ۱۶۴

26 ۔ النجم: ۳۸

CC BY

27 ۔ الاسراء:۱۵

28 ۔ الضحیٰ:۳-۵

29 ۔ الزمر:۲۰

30۔بزار، ابو بکر احمد بن عمرو، مسند البزار، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ط ا، ۱۹۸۸ء- ۲۰۰۹ء، حدیث: ۴۶۳۸

31 ۔ آلِ عمران:۸۵

32 ۔ ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی: الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان (معروف بہ صحیح ابن حبان)، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ط ا، ۱۴۰۸ھ، ۱۹۸۸ء، کتاب کِتَابُ إِخْبَارِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مناقب الصحابة رضي الله عنهم أجمعين، باب فضل الأئمة، حدیث نمبر: ۷۲۱۹

33۔ابن حبان، صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، حدیث نمبر: ۴۳۳۶

34 ۔ مریم:۷۲

35 ۔ ہود:۱۱۹، ۱۱۸

36 ۔ ترمذی، السنن، ج۵، ص ۳۱۷، حدیث: ۳۱۵۹

37 ۔ پادری سلطان محمد پال: میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص ۱۹ - ۲۰

38 ۔ البقرۃ:۸۲

39 ۔ النساء:۱۲۴

40 ۔ النازعات:۴۰، ۴۱

41 MIDRASH RABBAH, THE SONCINO PRESS LONDON, GENESIS :. RABBI, DR. H. FREEDMA, (NOACH), XXXVIII. 13-14, pp.311

42 . https://archive.org/stream/RabbaGenesis/midrashrabbahgen027557mbp_djvu.txt (Date: 22-11-2022, Time:11:02 PM)

43 ۔ آلِ عمران:۱۸۹

44 ۔ انجیل، مرقس ۰۹ : ۲۳

CC BY

45۔احمد بن حنبل، المسند، ج ۲۲، ص ۳۹۶، حدیث نمبر: ۱۴۵۲۰؛ قرطبی، ابو عبد اللہ، محمد بن ابی بکر، شمس الدین، الجامع لأحکام القرآن، قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، ط ۲، ۱۳۸۴ھ – ۱۹۶۴ء، ج ۱۱، ص ۱۳۶، تحت: سورۃ مریم: ۷۱

46. https://www.rekhta.org/couplets/ham-taalib-e-shohrat-hain-hamen-nang-se-kyaa-kaam-shefta-mustafa-khan-couplets-3?lang=ur (Date: 22-11-2022, Time: 9:26 PM)

47۔التبریزی، محمد بن عبد اللہ، الخطیب العمري، مشکاۃ المصابیح، المکتب الاسلامی، بیروت، ط ۳، 1985ء، ج ۱، ص ۱۵، حدیث: 25

48 ۔ بخاری، الجامع الصحیح، ج ۲، ص ۷۱، حدیث: ۱۲۳۷

49۔بخاری، الجامع الصحیح، ج ۴، ص ۱۶۵، حدیث: ۳۴۳۵

50 پادری سلطان محمد پال: میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص ۲۱۔۲۳

51.https://www.rekhta.org/couplets/amal-se-zindagii-bantii-hai-jannat-bhii-jahannam-bhii-allama-iqbal-couplets?lang=ur (Date: 29.11.2022 , Time: 09:58 AM)

52 ۔ القاری ، علی بن سلطان محمد، الملا، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، دار الفکر، بیروت، لبنان، ط ۱، ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۲ء، ج ۱، ص ۹۹، تحت الحدیث: ۲۵

53 ۔ تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۳۲، حدیث: ۲۳۷۱

54 پادری سلطان محمد پال: میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص ۲۳

55 ۔ البقرۃ: ۲۸۴

56 ۔ الشوریٰ: ۱۱

57 ۔ نعیمی، مفتی احمد یار خاں: مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، نعیمی کتب خانہ، گجرات، س۔ن، استغفار کے متفرقات، ج ۳، ص ۴۳۵، حدیث: ۲۳۷۱

58 ۔ بخاری، الجامع الصحیح، ج ۴، ص ۶، حدیث: ۲۷۵۳

59 ۔ پادری سلطان محمد پال: میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص ۲۳، ۲۴

60۔الاسراء:۷۹

61 ۔احمد بن حنبل،مسند،ج۱۵،ص۴۵۸،حدیث: ۹۷۳۵

62۔بخاری،الجامع الصحیح،ج۱،ص۷۴،حدیث:۳۳۵

63 ۔پادری سلطان محمد پال:میں کیوں مسیحی ہوگیا،ص۲۰،۲۱

64 ۔ہود:۴۶

65 ۔ نعیمی،مفتی احمد یار خاں،الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول مشمولہ رسائل نعیمیہ،مکتبہ اسلامیہ،لاہور،س۔ن،ص۱۷،۱۶

66 ۔انجیل بمطابق متی ۲۰: ۲۸

67 ۔پادری سلطان محمد پال:میں کیوں مسیحی ہوگیا،ص۲۵،۲۴

68۔الاحزاب:۳۵

69 ۔سباعی،مصطفیٰ،ڈاکٹر،المرأۃ بین الفقہ والقانون،دار الوراق،مملکت عربیہ سعودیہ،ط۷،۱۹۹۹ء

70 . https://www.rekhta.org/nazms/allama-iqbal-nazms-105?lang=ur (Date: 30-11-2022, Time: 11:19 AM)

OPEN ACCESS